دکن لارپورٹ

جلد سوم بابتہ سنہ ۱۳۲۲ ف

حصّہ دوّم

فیصلجات مجلس عالیہ عدالت ممالک محروسہ سرکار عالی

صیغہ فوجداری

زیر نگرانی و اہتمام

محمد اسمٰعیل منیجر

دکن لارپورٹ پریس حیدرآباد دکن جام باغ مین طبع ہوا

دکن لا رپورٹ

جلد ۳   نمبر ۸

حصہ اول ایڈیٹوریل نوٹس و مضامین

مضامین	صفحات از صفحہ	صفحات تا صفحہ
مجموعہ رواجات	۱۷	۲۰

حصہ سوم

ندارد

دکن لارپورٹ

جلد ۳		نمبر ۹

حصۂ اول - ایڈیٹوریل

مضامین	از صفحہ	تا صفحہ
	صفحات	
مجموعۂ رواجات	۲۱	۲۴

دکن لارپورٹ

جلد سوم

حصۂ اوّل

ایڈیٹوریل نوٹس ومضامین

اصول اجرمتناسب متعلق معاہدات

فیصلہ مدراس ہائیکورٹ بمقدمہ کنڈہ ماناک بنام انا سامی ایر مندرجہ ساؤتھ جلد ۱۳ صفحہ ۵۵ -
اور فیصلہ کلکتہ ہائیکورٹ بمقدمہ اننتا پرشاد بنام ہرشینڈر نارائن سنگہ کلکتہ لاجرنل جلد ۱۵ صفحہ ۴۰
کے مطالعہ سے ایک اہم سوال اس مسئلہ کی بابتہ پیدا ہوتا ہے کہ اس ملک مین اصول اجرمتناسب کے
متعلق کیا عملدرآمد ہے اس مضمون مین اصول مابہ البحث کے چند ہیات عظیم پر غور کرنیکا ارادہ ہے
تاکہ واضح ہوجائے کہ واضع قوانین اور عمائد التہائے ہند نے اس اصول کو کسطرح رائج کیا ہے لہذا
مضمون کے تین حصص قایم کئے جاتے ہین -

اوّل - یہہ کہ قانون انگلشیہ مین اس کا مفہوم کیا ہے -

دوّم - یہہ کہ ہندوستان مین اس کا مفہوم کیا ہے -

سوم - یہہ کہ ان ہر دو مفہوم مین کیا تفریق ہے اور کسطرح پر اسکی اصلاح اور تطبیق ہوسکتی ہے -

۴ - قانون انگلشیہ مین اس اصول کی تاریخ کچھ عجیب سی ہے بموجب قاعدۂ قدیم اگر کسی فریق
متنازعہ کو یہ شکایت ہوتی کہ کار مفوضہ تکمیل نہین پایا ہے یا یہ کہ کام ایسی بد اطواری سے کیا گیا ہے
کہ اجرواجبی لا دا قرار نہین دیا جاسکتا تو ایسی حالتمین صرف ایک چارہ کار باقی رہتا ہے کہ نالش
متقابلہ خواہ واسطے دلاپانے ہرجہ کے جو بے احتیاطی سے کام کرنیکی وجہ عائد ہو یا خلاف ورزی
معاہدہ کے متعلق دائر کیجاوے - اب جو دفعہ ایکٹ کے نفاذ سے اس بنا پر دعوی مجرائی یا دعوی

مستقابل ہو سکتا ہی جسکا نتیجہ بالآخر یہ ہوا کہ قرار واقعی کام کی اجرت کے دعاوی رجوع ہونے لگے مگر ایسے تعدادات مین ایک اور مسئلہ حل طلب پیدا ہو گیا کہ یہ کیونکر قرار دیا جا سکتا ہی کہ معاہدہ واحد و ناقابل تقسیم مین فریق ثانی کو کسقدر منفعت حاصل ہوئی اس نتیجہ کے نکالنے کیغرض سے کہ کوئی فریق کسقدر اجرت کا مستحق ہے۔ اگر منفعت حاصل شدہ کی تعین کی کوشش کیجاوے تو ایسا تعین بلا کام کی مقدار کو زیر نظر رکھے ایک امر مشکل الوقوع ہے جب عدالتوں کو تشخیص اجرت کیلیے منفعت محصلہ اور مقدار کام دونون پر غور کرنا پڑا تو مجبوراً او سقدر کام کی قیمت کا تخمینہ کر کے اجیر کو دلانا پڑا اور یہی اصول اجر متناسب ہے" قانون انگلشیہ مین ہمیشہ یہہ ایک سوال غور طلب رہا ہے کہ کن حالات مین ایسی تشخیص ہو سکتی ہے اور کن حالات مین نہین ہو سکتی ہے اس نتیجہ پر پہنچنے کیلیے اصل اصول جسپر عدالتہائے انگلشیہ کا عملدرآمد رہا ہی وہ یہی ہے کہ جہانکہ معاہدہ واحد و ناقابل تقسیم ہو تو دیکھنا یہ چاہیئے کہ آیا طرفین کا آغاز معاہدہ کیوقت یہ ارادہ تہا کہ ادائی اجرت تکمیل معاہدہ پر مشروط ہو اگرچہ یہان پر پہر ایک اور وقت آمیز سوال پیدا ہوتا ہے کہ کن مواقع پر ایسی نیت کے وجود کا قیاس کیا جا سکتا ہی اور کن موقعونپر قیاس نہین کیا جا سکتا ہے عدالتہائے انگلشیہ کی تمامی توجہ طرفین کی نیت کو اخذ کرنیکی جانب مائل رہی ہے اس مضمون کے متعلق جملہ نظائر پر بہ عنوانات ذیل مباحثہ ہو سکتا ہے۔

الف۔ دعاوی منجانب نوکر بمقابلہ آقا۔

ب۔ دعاوی منجانب مزدور متعلق اجرت کسی خاص شئے یا جور کے۔

ج۔ معاہدہ حوالگی اسباب جو بہ مطابعت کسی ایسے معاملہ کے ہو جو کسی خاص مقدار کے مہیا کرنے کے لئے کیا گیا ہو۔ مثلاً معاہدہ بیع۔

د۔ کمیشن دلال جو واجب الوصول ہو گئی ہو۔

۳۔ **الف**۔ دربارہ دعاوی منجانب ملازم بمقابلہ آقا۔ قانون انگلشیہ مین یہہ قیاس کیا گیا ہے کہ طرفین کی یہ نیت تھی کہ بدل معاہدہ اسوقت تک قابل ادا متصور نہو گا جبتک قرار واقعی تعمیل نہ کیگئی ہو لیڈنگ کیس جو اسکے متعلق ہے وہ مقدمہ کٹر بنام پاول ہے (ٹرم رپورٹر جلد ۶ صفحہ ۳۲۰) مقدمہ زیر بحث مین ایک شخص مسمی کٹر ایک جہاز موسومہ گورنر پر ایک سفر بحری کیلیے ۳۰ پونڈ پر ملازم رکھا گیا تھا۔ کچھ زمانہ تک وہ کام کرتا رہا۔ مگر مقام مقصود پر پہنچنے کے قبل وہ بقضائے الٰہی فوت ہو گیا۔ بعد وفات

اوسکے قایم مقامان قانونی نے مبلغ ۴۰ پونڈ کے دلاپانیکی جو ہرجہ کے زمانہ حیات کی بابتہ واجب الادا تہے نالش دایر کی۔ فریق ثانی کیطرف سے اس بنا پر کہ معاہدہ زیر بحث قانوناً واحد اور ناقابل تقسیم ہی یہ حجت پیش کیگئی کہ قانوناً یہ دعویٰ ناقابل سماعت ہی اور اسوجہ سے اجرت تنا سبتہً واجب الادا نہیں قرار پا سکتا۔ حکام نے یہ تجویز کی کہ اجرت کا انحصار سفر بحری کی تکمیل پر تہا اور یہ ایک شرط مقدم تھی اور اسکی اجرت کیلئے معاہدہ کے اجزا نہیں ہوسکتے گو کہ اوس نے کام کافی کیا ہو وہ مستحق اجرت نہیں قرار پا سکتا اسی اصول کی بنا پر ایک ایسے مقدمہ میں جسمین ایک شخص اس معاہدہ پر مقرر کیا گیا تہا کہ لندن سے الٹونا تک جہاز پر کام کرے یہ قیاس کیا گیا کہ معاہدہ واحد اور ناقابل التقسیم ہے۔ پس جبتک کہ پوری تعمیل معاہدہ کی نہو جائے وہ اجرت کا مستحق نہیں ہوسکتا (بٹلی بنام ڈیونرا کسچکر رپورٹس ۲۰۶ ہال بنام ہاسٹ منٹ)

اسی اصول پر جبکہ ایک شخص ۵۰ پونڈ پر نوکر رکہا گیا تہا تا اوسکا کام صرف پانچ پونڈ اجرت کے لایق ہوا تہا۔ دعویٰ اس بنا پر نامسموع ہوا کہ معاہدہ واحد اور ناقابل التقسیم ہے (شکلیبر بنام باولز بار ہول سول جلد ۹ صفحہ ۹۲) لیکن اگر دوران مدت مین معاہدہ فسخ ہو جاوے جسکی وجہ سے ملازم کو کامل اجرت حاصل کرنیکے لئے کام کرنیکا موقعہ نرہے تو دعویٰ اجر متناسب کا ہو سکتا ہے۔ ایسی صورتون کیلئے قاعدہ یہہ ہے کہ کوئی ایسا واقعہ حارج ہو جاوے جس سے انفساخ ظہور مین آوے۔

جبکہ ایک نوکر ایک میعاد معینہ کیلئے نوکر رکہا گیا اور قبل انقضائے مدت اس نے نالش رجوع کی۔ یہ تجویز ہوئی کہ نالش قابل سماعت نہیں ہے جبکہ ایک ملازم بد اطواری کے الزام پر برطرف ہوا تہا یہ قرار پایا کہ وہ ہرجہ دلاپانیکی نالش دائر نہیں کرسکتا کیونکہ حسن خدمت حق اجرت کی شرط مقدم ہی (ٹرنربنام رابنسن کرنگٹن اینڈپی جلد ۶ صفحہ ۱۵) لیکن جبکہ کوئی شخص ایک مدت معین کیلئے نوکر رکہا جاوے اور بلا کسی قصور ذاتی کے دوران مدت مین علحدہ کردیا جاوے تو وہ اپنی خدمت گزاری کے قرار واقعی مدت کی اجرت کا دعویٰ کرسکتا ہے لیکن قبل انقضائے مدت ایسا دعویٰ رجوع نہیں ہوسکتا جبکہ ایک نوکر بلا کسی الزام بد چلنی کے برطرف ہوا ہو تو اختیار حاصل ہی کہ وہ اس برطرفی کو معاہدہ کا انفساخ ناجایز قرار دیکر خواہ معاہدہ کو اسوقت تک برقرار خیال کرے یا خلاف ورزی معاہدہ کی نالش دائر کرے ان تمام مقدمات مین سوال غور طلب یہی تہا کہ ایسی نالش اختتام مدت معہودہ کے قبل دائر ہوسکتی ہے یا بعد انقضائے مدت اگر نالش انقضائے مدت کے قبل دائر کی جاوے تو چارہ کار اجر متناسب ہے

اور اگر بعد مدت ہو تو چارہ کار [illegible] یون خلاف ورزی کنندہ معاہدہ ہے اسلئے کہ بدل معاہدہ تعمیل شدہ ہے (آر کر ڈ بنام ہومر کنگٹن انیڈ ہین جلد ۳ صفحہ ۳۴۹) لیکن ادنیٰ خادمتونکو اگر کوئی استحقاق حاصل ہی تو صرف ایکماہ کی تنخواہ یا ایک ماہ کی اطلاع ماقبل ہے (ارڈلی بنام پرائیس نوسل انیڈ رسلد جلد ۳ صفحہ ۳۲۲) دیگر ملازمین تا اختتام مدت انتظار کر سکتے ہین اور معاہدہ کو فسخ خیال کرکے کل اجرت کی بابتہ نالش دائر کر سکتے ہین (ناکز ہم بنام ویگسٹاف اکشیکر ایچ ۔ بی بابتہ ۱۸۴۲ع) ملازم کی چال چلن کا لحاظ صرف زر بدل کے کم کرنے میں ہوگا (کمنگ بنام کو عباٹین ڈولنگ جلد ۶ صفحہ ۳۴۷) اس اصول کی بنا پر نہین کہ کوئی معاملہ نسبت ادائی بحساب حصہ رسدی منعقد ہو چکا ہے بلکہ اس بنا پر کہ ایک جدید معاہدہ فریقین کے مابین مستنبط کیا جاتا ہے (ڈیویا بنام دلیم اینڈ الفسل ہنڈ بلیس پورٹر جلد ۹ صفحہ ۶۸۵) پس مقدمات بالا مین یہ اصول قایم کیا گیا ہے کہ جہان معاہدہ کسی خاص مدت اور کسی خاص کام کی انجام دہی کے لئے ہو تو اجرت متناسبہ کا دعویٰ اسوقت تک نہین ہو سکتا جبتک کہ پورے معاہدہ کی تکمیل نہو جاوے ایسے مقدمات مین قاعدہ یہ ہے کہ انجام دہی کام بہ ادائی زر اجرت منحصر و مشروط ہوتی ہے اس کے برعکس کسی نیت کا استنباط ایسی صورتو نمین ہو سکتا ہے جہان نوکر ماہانہ تنخواہ پر ملازم رکھے جاوین اور ان صورتونمین اون مقدمات مین جنمین نوکر بوجہ بد اطواری برطرف کیا جاے اور اون مقدمات مین جنمین مالک کے برتاؤ سے علیحدہ ہو تفریق کیگئی ہے حالت اول الذکر مین ملازم کسی اجرت کا مستحق نہین ہو سکتا ہے اور حالت آخر الذکر مین معاہدہ کا ناجایز الفساخ تصور ہونا چاہیئے اور وہ پوری مدت کی اجرت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔

(ب) مزدورونکی تکمیل کردہ کام کی اجرت کے دعوؤن کی بابتہ جس اصول پر مقدمات فیصل ہوئے ہین یہ ہے کہ آیا انجام دہی کار مفوضہ دعویٰ زر اجرت کی شرط مقدم و ملزوم ہے ایسے مقدمہ مین جسمین ایک شخص اس کام پر نوکر رکھا گیا تہا کہ جہاز کی پوری مرمت کردے اور صرف ایک جزو جہاز کا طیار ہوسکا یا تہا معاہدہ کا یہ مطلب نکالا گیا کہ زر اجرت کار انجام دادہ کی قیمت کی مناسبت سے واجب الادا ہے اس لئے کہ کوئی رقم بطور معاوضہ تقرر نہین پائی تہی اور بدل قابل تقسیم خیال کیا جانا چاہیئے بہرحالتمین مزدور بحساب رسدی دعوے کر سکتا ہے (رامبرٹ بنام بہوالک بی ۔ اے ۔ ڈی جلد ۳ صفحہ ۴۰۴) لیکن بعض حالات مین ایسی نیت کے وجود کی

قیاس نہین کیا جاسکتا۔ تمثیلاً اگر ایک مصور تصویر کھینچنے پر نوکر رکھا گیا لیکن صرف نصف کھینچنے کے بعد اجر تناسب کا خواہان ہوا ایسے مقدمہ مین یہ قیاس کرنا کہ فریقین کی نیت حساب رسدی کی تھی۔ ایک لغو امر ہے۔ یہہ سب لحاظات ہر معاہدہ کے لئے بہ نظر اوسکے خاص واقعات کے جداگانہ ہوتے ہین۔ باین ہمہ یہ اصول بالکل صاف ہے اگر زر اجرت پہلے ہی سے منقسم نہین ہو گیا ہے تو یہ قیاس ہے کہ فریقین کی نیت بحساب حصہ رسدی ادائی کی تھی بجز اون حالتون کے جبکہ اس قیاس کا وجود محض لغو ہو۔ ایسے مقدمات مین بھی معاہدہ کے انفساخ ناجایز سے دعوے اجر مناسب کا ہوسکتا ہے اور نقص کار انجام دادہ زر بدل مین کمی کی بنا ہوسکتی ہے (ڈنین بنام ڈنرل کیمپل جلد سوم صفحہ ۱۵۴)۔

ج۔ خاص مقدارین اسباب کی حوالگی کے متعلق اگر معاہدہ بعد حوالگی ادائی کا ہو تو قیاس ہوگا کہ قبل حوالگی کوئی بدل واجب الادا نہین ہے (مارٹن بنام لیمپ ٹی رپورٹر جلد ۷ صفحہ ۱۲۵) ایسے مقدمات مین افعال واجب التعمیل بوقت واحد اور شرط مقدم مین تمیز کیجاتی ہے جبکہ معاہدہ یہ تہا کہ حوالگی گندم بر قیمت کی ادائی ہو تو اوس سے مفہوم یہ لیا گیا کہ نیت یہ تھی کہ ہر دفعہ حوالگی پر زر اجرت ادا ہونی چاہیے (دوفرر بنام رینالڈز پارنبول اینڈ ایلڈرس جلد ۳ صفحہ ۸۸۲)۔

د۔ کمیشن دلالی کی نسبت اصول یہ ہے کہ زر کمیشن جبتک کہ کل کام انجام نہ پائے واجب الادا نہوگا پس اگر دلال کوشش فروخت کرینگی کرے مگر ناکامیاب ہے تو وہ کمیشن دلالی کا مستحق نہ قرار پائیگا (اسمتر بنام لیمپ بل اینڈ بی جلد ۷ صفحہ ۶۰۳) درحالیکہ اوس نے حصول کمیشن کے لائق محنت بھی کی ہو تاہم اگر وہ کسی فعل ناجایز قابل نالش کا مرتکب قرار پائے تو کمیشن کا مستحق نہوگا مثلاً بغرض بیع سپرد شدہ شئے مین کسیکو تصرف بیجا مین لائے (یولٹین بنام لیٹر مرلیز کرٹون کمشنر جلد ۹ صفحہ ۲۵۹)۔

۴۔ عام اصول جسکی پابندی عدالتین کرتی ہین یہ ہے کہ اگر معاہدہ ناقابل تقسیم ہو تو اجر مناسب کا دعوی نہین ہوسکتا۔ ایسے مقدمات مین یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ تعمیل معاہدہ استحقاق ادائی کا شرط مقدم اور بنا ہے لیکن واقعات کے لحاظ سے فریقین مین ایسی نیت کی عدم موجودگی مستنبط ہوسکتی ہے ایسے واقعات خواہ معاہدہ کی حیثیت سے متعلق ہون مثلاً جبکہ معاہدہ مابین آقا اور نوکر ہو یا مابین مزدور اور مزدور کے نوکر رکہنے والے کے ہو یا وہ کسی خاص تعداد مین اسباب کے فروخت کے متعلق

ہون ان سب صورتوںمین اگر معاہدہ کا انفساخ ناجایز عمل مین آئے تو اگرچہ دعویٰ بشکل اجر تمناسب نہ کیا جائے تاہم انفساخ ناجایز کی بناء پر زربدل کے ولاپانیکی شکل مین ہوسکتا ہے۔

اصول اجر تمناسب ابتدائی اصول انصاف ومعدلت پر مبنی ہے اور مقنن انگلشیہ کی یہ رائے کہ معاہدہ ناقابل تقسیم ہے اور اوسکے حصص نہین ہوسکتے جس سے استحقاق دعویٰ اجر تمناسب ظہور مین آیا ہے۔ اصول قانون انگلشیہ کے جداگانہ ضابطہ پر مبنی ہے۔ اب یہہ امر کہ آیا یہ قاعدہ ہندوستان مین بھی عمل مین آسکتا ہے اسکا تذکرہ مضمون آیندہ مین کیا جائیگا۔

اصول اجر تناسب متعلق معاہدات

حصہ ۲

مضمون ہذا کے متعلق گذشتہ دفعہ ہم نے بتلایا تھا کہ قانون انگلیشیہ میں اصول اجر تناسب کا عملدرآمد کم ہے اور اسکی وجہ وہ عجیب طرز کارروائی ہے جو انگریزی اصول قانون سے مختص ہے حکام و واضعان قانون انگلشیہ ہر معاہدہ کو واحد اور ناقابل التقسیم خیال کرتے ہیں اور قیاس اجر تناسب کے خلاف قایم کیا جاتا ہے بجز اوس حالت کے جبکہ فریقین کا ایسی نیت رکھنا ثابت کیا جائے فی الحقیقت انگلستان میں اس اصول کی اصلیت صرف مختلف معاہدات کے مختلف مضمون کو جو حکام نے وقت تصفیہ اخذ کئے ہوں ایک مسلسل اور مجموعی شکل میں ظاہر کرتا ہے۔

۲- ہندوستان میں اس اصول نے ہنوز کوئی معین صورت اختیار نہیں کی ہے نظائر متعلقہ معدودے چند ہیں اور اونپر بھی غور کرنے سے کسی خاص اصول کا تعین کرنا ایک امر ناممکن ہے واضعان قانون نے بھی کہیں صاف الفاظ میں نہیں بتلایا ہے کہ اصول ہذا کی اس ملک میں کیا شکل ہونی چاہیے انگلستان میں قانون دعوی اجر تناسب کے خلاف ہے اور ایسے حق کے حاصل ہونیکا بار ثبوت اوس فریق کے ذمہ ہے جو اوس سے مستفید ہونا چاہے۔

۳- لہذا ہم اس کے متعلق چند حوالجات قانون ہند تحریر کرتے ہیں حسب ذیل دفعات قانون معاہدہ ہند متعلق ہیں۔

دفعہ ۳۹- قانون معاہدہ ہند حسب ذیل ہے (= ۳۹ قانون معاہدہ سرکار عالی)

"جب کسی فریق معاہدہ نے تعمیل سے انکار کیا ہو یا اپنے آپکو اوسکے ناقابل کر دیا ہو کہ عہد کی تعمیل کلی کرے تو معاہد لہ کو اختیار ہے کہ اوس معاہدہ کو قطع کر دے بجز اسکے کہ وہ لفظاً یا از روئے عمل اوسکے قایم رہنے میں رضامندی ظاہر کر چکا ہو۔

دفعہ ۵۳- قانون معاہدہ ہند (= دفعہ ۵۴ سرکار عالی)

"جب معاہدہ عہود متقابلہ پر مشتمل ہو اور ایک فریق دوسرے فریق کے عہد کی تعمیل کا مانع ہو تو فریق ممنوع کی مرضی سے وہ معاہدہ ممکن الانفساخ ہو جاتا ہے اور اوسکو فریق ثانی سے اوس ہرجہ پانیکا حق ہوتا ہے جو عدم تعمیل معاہدہ کی وجہ سے اوسپر عائد ہوا ہوگا"

دفعہ ۶۵ قانون معاہدہ ہند (= دفعہ ۶۶ سرکار عالی)

"جب کسی معاملہ کی نسبت یہ علم ہو کہ وہ کالعدم ہے یا جب کوئی معاہدہ کالعدم ہو جاوے تو جس شخص نے کوئی منفعت اوس معاملہ یا معاہدہ سے حاصل کی ہو اوسپر لازم ہوگا کہ منفعت مذکور اوس شخص کو واپس کردے جس سے اوس نے حاصل کی تھی یا اوسکا معاوضہ ادا کرے"

دفعہ ۷۳ قانون معاہدہ ہند (= دفعہ ۷۴ سرکار عالی)

"نقض معاہدہ سے جس فریق کا نقصان ہو وہ اوس فریق سے جس نے نقض کیا اپنے نقصان یا ہرجہ کی بابتہ معاوضہ پانیکا مستحق ہوگا بشرطیکہ ایسا نقصان یا ہرجہ طبعاً بقاعدہ معمولی اوس نقض سے پیدا ہوا ہو یا اوسکی نسبت فریقین بوقت معاہدہ یہ جانتے ہوں کہ نقض معاہدہ غالباً وقوع میں آئیگا"

دفعہ ۲۰۵ قانون معاہدہ ہند (= دفعہ ۲۰۶ سرکار عالی)

"اگر صراحتاً یا معناً یہ قرار پایا ہو کہ کارندگی کسی میعاد تک قائم رہیگی تو لازم ہے کہ اگر قبل میعاد مذکور بلا وجہ کافی کارندگی فسخ یا ترک کیجائے تو مالک کارندہ کو یا کارندہ مالک کو (جیسی صورت ہو) ہرجہ ادا کرے"

صرف یہی چند احکام قانون معاہدہ ہند میں موجود ہیں جن سے کچھ بھی الکا پتہ لگتا ہے کہ برٹش انڈیا میں یہ اصول کسطرح مروج ہے۔

۴۔ مضمون ہذا کے متعلق فیصلے عدالتی بہت کم ہیں۔ انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۵ مقدمہ موسومی بہار رام بنام سی۔ ایچ۔ سی۔ بیو بلوک میں یہ سوال پیدا ہوا تھا کہ آیا ایک ملازم جس نے مہینے میں کچھ یوم کام کیا ہو ایسی مدت کی تنخواہ کا حقدار ہو سکتا ہے سر رچرڈ گارتھ صاحب نے بتلایا کہ اس مدت کے متعلق وہ کسی تنخواہ کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس تجویز کی تائید میں کسی فیصلہ سابقہ کا حوالہ نہیں دیا گیا اس مقدمہ کی تقلید ایک دوسرے مقدمہ میں بھی کیگئی ہے داسٹورٹ بنام گالنا اور ساٹیر جلد ۱۲

صفحہ ۱۱۴۳۵) جسمین یہ بتلایا گیا ہے کہ اگر ایک خادم بلا اطلاع ملازمت چھوڑ دے تو وہ اوس تاریخ تک کی اجرت کا حقدار ہوگا جبکہ آخری مرتبہ اجرت واجب الوصول ہوئی مگر اوس تاریخ کے بعد متفرق ایام خدمتگذاری کا حقدار نہیں ہوسکتا۔ اسمین بالکل قانون انگلشیہ کی تقلید کی گئی ہے ایک اور مقدمہ کنٹاالانا ایک بنام رناسامی ائر (سائیٹیر جلد ۱۲ صفحہ ۵) مین حکام عالیمقام مسٹر چیف جسٹس صاحب و شنکرن نایر صاحب جسٹس نے یہ تجویز کی ہے کہ اجر مناسب کی نالش کا استحقاق حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مدعی اپنے عرضی دعوے مین ایسے دعوے کا ذکر کرے اگر عرضی دعوے اس امر کے متعلق ساکت ہو اور دعوی معاہدہ واحد پر مبنی کیا جائے تو کامیابی پانا کامیابی اُس معاہدہ کے ساتھ ہے مقدمہ مذکور مین مدعی علیہ نے جو زمیندار تھا مدعی کو اپنے علاقہ (جسکو تھا کہتے ہین) کا خریدار تلاش کرنے کے لئے نوکر رکھا اور یہ وعدہ کیا کہ کمیشن مین زرثمن کا دسوان حصہ دیا جائیگا۔ مدعی نے کچھ کام کیا اور بالاخر خریدار بہم پہنچانے مین قاصر رہا مگر مدعی علیہ نے خریدار تلاش کر لیا اور جائداد کی خرید و فروخت بھی ہوگئی مدعی نے بہ شرح مندرجہ مراسلہ موسومہ جو زرثمن سے کمیشن کے دلا پانے کا دعوی دائر کیا تصفیہ مقدمہ اقرارنامہ متعلقہ کے منشا پر منحصر رکھا گیا۔ حکام نے معاہدہ کا یہ مطلب نکالا کہ کمیشن صرف اوس رقم پر ملیگا جو حقیقتاً حاصل کیگئی ہو اور اس حالتمین جبکہ یہ ثابت ہوگیا کہ باسانی تمام مدعی خریدار تلاش نکر سکا کمیشن کا دعوے نہین ہوسکتا۔ حکام عالیمقام نے یہ بھی بتلایا کہ نیز مدعی کا یہ دعوی نہین ہے کہ مدعی علیہ کمیشن میں مدعی کا مانع ہوا۔ اور دعوے اجر مناسب اسوجہ سے منظور نہین کیا جاسکتا کہ عرضی دعوے مین اسکی استدعا نہین کی گئی ہے حکام عالیمقام اس رائے کی طرف مائل معلوم ہوتے ہین کہ ایسے مقدمات مین عرضی دعوے مین ایک دعوی علی سبیل البدل بھی تحریر ہونا چاہیے اور چونکہ ایسا نہین ہوا۔ اسلئے اجر مناسب کی نالش نہین ہوسکتی ایک اور مقدمہ مندرجہ سائیٹیر جلد ۱۰ صفحہ ۵۳۲ مین بھی یہی رائے قایم کیگئی ہے۔

۵۔ یہی چند فیصلے ہین جو مضمون ہذا کے متعلق میسر آسکتے ہین اور دیگر فیصلجات عدالتی کی عدم موجودگی مین یہ دریافت کرنے کے لئے کہ برٹش انڈیا مین یہ اصول کسطرح مروج رہا ہے ہمکو تاریکی مین ٹٹولنا پڑتا ہے اسلئے ہمکو دیکھنا یہ چاہیے کہ قانون معاہدہ ہند مین اس مسئلہ

کی نسبت کیا احکام موجود ہین تمثیل (ج) دفعہ ۶۵ قانون معاہدہ ہند بتلاتی ہے کہ اگر ایک قوال کسی ناٹک مین ہر ہفتہ دو شب گانے کیلئے ملازم رکھا جاوے اور اسطرح دو ماہ سے زاید ہو اجرت ایکسو روپیہ فی شب کام کرتا رہے اور پانچ رات گانیکے بعد چھٹی رات بغیر حاضر ہوجاوے تو وہ بابت اولہ پانچ دفعہ گانے کی اجرت حاصل کرنیکا استحقاق حاصل ہے اس حالت مین صاف واضح ہے کہ معاہدہ قابل التقسیم تہا اسمین صاف صاف بیان ہے کہ ہر رات کے گانے کی اجرت اوسیوقت اور اوسی مقام مین ادا کردیجائے گی۔ تمثیل (ب) مین ایسے معاہدہ کا ذکر ہے جو بلحاظ نوعیت ناقابل التقسیم ہے معاہدہ (۲۵۰) من مہیا کرنیکا تہا مگر صرف ۱۳۰ من مہیا کیے گئے اور اوس تاریخ کے بعد کچھ بھی مہیا نہین کیا گیا۔ تجویز ہوئی کہ ایسے حالات مین ۱۳۰ من کی قیمت ادا ہونی چاہیئے اس تمثیل سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اصول اجر مناسب تسلیم کیا گیا ہے۔

ایک مقدمہ مین جہان مال وقت معینہ پر نہین پہنچایا جا سکا معاہدہ کالعدم ہوگیا اور تجویز ہوئی کہ مال کالعدم ہونیکی وجہ فریق مستفید شدہ کو منفعت حاصلہ واپس کرنی چاہیئے لیکن مشکل یہ پیش آتی ہے کہ کیا یہی قاعدہ اون حالتون مین بھی صادق آئیگا جبکہ معاہدہ تہیہ مال کا نہو بلکہ خدمت انجام دینے کا ہو مثلاً اگر ایک خدمتگار ماہانہ تنخواہ پر رکھا گیا۔ اور اندرون ماہ آقا نے بلا اوسکے کسی قصور کے اوسے برخاست کردیا تو کیا ایسی حالت مین وہ خدمتگار بھی مدت ملازمت کی تنخواہ کا دعوےٰ کرسکتا ہے اس مسئلہ کی نسبت قانون معاہدہ نے کوئی صاف اور واضح رائے نہین ظاہر کی ہے حوالجات انگریزی کے مطابق ملازم ایسی برخاستگی کو برخاستگی نہ قرار دیکر تمام مدت کے معاوضہ کی نالش دائر کرسکتا ہے مگر فیصلہ مندرجہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۸۰ سے بالکل جداگانہ رائے ظاہر ہوتی ہے باینہمہ اس رائے کی تائید مین کسی فیصلہ کا حوالہ نہین دیا گیا اور قانون متعلق آقا اور ملازم پر یہ رائے مبنی معلوم ہوتی ہے۔

لیکن تحریر ذیل کو تمام حوالجات متعلق مضمون ہذا کا ایک نتیجہ عام کہہ سکتے ہین اگر معاہدہ کی پوری تکمیل منجانب کاریگر نہوئی ہو مگر آقا جزو تکمیل سے مستفید ہوا ہے اور منفعت کو واپس نہین کرنا چاہتا ہے تو معاہدہ قابل التقسیم ہونیکی صورت مین ہرجہ دلانیکا حساب اسطرح ہوگا کہ رقم وعدہ شدہ اوسقدر منہائی کردیجائے گی جسکے ذریعہ حسب ارادہ فریقین بوقت معاہدہ مدعی علیہ تکمیل معاہدہ کرا سکے

چونکہ موروثیہ خاندانی علاقہ آمد کو بڑی بڑی زمینداریوں یا چھوٹے رجواڑوں کی وراثت کے معاملات میں تمام قواعد پر تفوق ہوتا ہے اس لیے ہمارا ارادہ ہے کہ ان میں سے بعض اہم امور کا تذکرہ یہاں کریں

خاندان راج پیڑا — راج پیڑا کے خاندان میں ایک عجیب رواج وراثت کے متعلق مروج ہے جس کی رو سے حکمران راجہ اپنی حین حیات دو اشخاص کو راج کے لیے اپنا جانشین مقرر کرتا ہے ان میں سے ایک جبراج اور دوسرا بڑا ٹھاکر کہلاتا ہے - راجہ کے مرنے پر جبراج دوسرے قریب تر رشتہ دار کے ہوتے ہوئے بھی گدی نشین ہوتا ہے - بڑا ٹھاکر مرتبہ میں جبراج کے بعد ہوتا ہے - راجہ کے مرنے اور جبراج کے موجود نہ ہونے پر بڑا ٹھاکر گدی نشین ہوتا ہے راجہ کی جانب سے جبراج اور بڑے ٹھاکر کا انتخاب خاندان کے صحیح النسب ذکور اراکین تک محدود رہتا ہے -

راج پیڑا کی جانشینی کے متعلق وقتاً فوقتاً بہت کچھ مقدمہ بازی ہوتی رہی ہے سب سے پہلا مقدمہ جس کی رپورٹ دستیاب ہوئی ہے وہ رام گنگا دیو بنام درگا منی جبراج کا ہے[1] اس مقدمہ میں درگا منی جبراج نے رام گنگا دیو پر بتاریخ ۱۳ اگسٹ ۱۸۰۵ء کو ڈھاکہ کی پراونشل عدالت میں بازیافت راج کے متعلق نالش دائر کی - درگا منی کا بیان یہہ تھا کہ ۱۷۸۵ء میں اس وقت کے راجہ کے انتقال پر چونکہ کوئی جبراج یا بڑا ٹھاکر نہ تھا اس لیے متوفی راجہ کا دوسرا بیٹا بمنظوری و اجازت برٹش گورنمنٹ زمینداری کا جانشین ہوا - اور اس جدید راجہ نے درگا منی کو اپنا جبراج اور اپنے لڑکے کو بڑا ٹھاکر مقرر کیا - رام گنگا نے درگا منی کے حق کے متعلق اس بنا پر اعتراض کیا کہ وہ (رام گنگا) بڑا بیٹا اور سابق راجہ کا جائز وارث ہے اور اس نے مدعی کے منسوبہ رواج سے انکار کیا - صدر دیوانی عدالت نے یہہ قرار دیا کہ چونکہ رواج مصرحہ بالا فریقین کے خاندان میں کئی پشتوں سے جاری ہے اس لیے درگا منی کو راجہ کی وفات پر جبراج کی حیثیت سے گدی نشین ہونا چاہیے تھا اور رام گنگا کو فرزند کی حیثیت سے کوئی حق گدی نشین ہونے کا نہ تھا - اس مقدمہ سے

---

[1] ملاحظہ ہو مقدمہ مہاراجہ سرو پراس دیو بنام اننداللال سنگھ ۶ فیصلجات منتخبہ صدر دیوانی ۲۸۲ (۲۵۴) (۱۸۴۰)

[2] فیصلہ جات منتخبہ صدر دیوانی ۲۷۰ (۲۱۱) (۱۸۴۰)

جبراج کے دوسرے قریب تر رشتہ دار پر فوقیت حاصل کر کے گدی نشین ہونیکا رواج تسلیم کیا گیا۔

دوسرا مقدمہ ارجن مانک ٹھاکر بنام رام گنگا دیو ۱؎ کا تھا۔ یہہ مقدمہ درگامنی متذکرہ مقدمہ بالا کے مرنے کے بعد دایر ہوا۔ ۱۸ اپریل سنہ ۱۸۱۳ء درگامنی نے وفات پائی۔ درگامنی بغیر کسی شخص کو جبراج کئے فوت ہوا۔ رام گنگا نے جو مقدمہ صدر مین اسکا فریق مخالف تھا اب راج پر دعوی کیا اس بنا پر کہ متوفی راجہ نے کوئی جبراج مقرر نہین کیا اور چونکہ وہ راجہ کی عین حیات بڑا ٹھاکر مقرر ہو چکا تھا اس لیے اوس کا حق اورون سے مرجح ہے۔ صدر دیوانی عدالت نے اس کے موافق اس بنا پر فیصلہ کیا کہ راج پڑہ کے خاص عملدرآمد کے لحاظ سے جو شخص جبراج مقرر ہوتا ہے وہ باوجود قریبی رشتہ دارون کی موجودگی کے گدی نشین ہوتا ہے اور جو شخص بڑا ٹھاکر مقرر ہوتا ہے وہ جانشینی مین اس کے بعد ہوتا ہے اور اسکی عدم موجودگی مین اوسیطرح جیسے اس کے فوت ہونے پر وارث ہوتا ہے۔ بشرطیکہ جبراج نے گدی نشین ہونے کے بعد کوئی جبراج اپنی طرف سے مقرر نہ کیا ہو۔ اس مقدمہ سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ بڑا ٹھاکر مقرر ہونیکے بعد راجہ کے مرنے کے بعد تک اسی حیثیت سے برقرار رہتا ہے بجز اس صورت کے کہ نئے راجہ نے اُسے جبراج بنا دیا ہو اور نیز یہہ کہ اگر کوئی جبراج نہ ہو تو بڑا ٹھاکر گدی نشین ہوتا ہے

تیسرا مقدمہ ۲؎ جو صدر دیوانی عدالت نے فیصلہ کیا وہ درگامنی کی بیوہ کیچابتی کی دایر ہوا تھا اسنے علیحدہ یہہ نالش دایر کی کہ چونکہ اُسکا خاوند بغیر جبراج مقرر کئے مرگیا اس لیے وہ بہ حیثیت بیوہ راج و زمینداری پانے کی مستحق ہے۔ پروانشل اور صدر عدالت دونون نے اس کے خلاف فیصلہ کیا۔ موخر الذکر عدالت نے سرسری طور پر اپیل نامنظور کرتے وقت صرف ارجن مانک کے مقدمہ کا ذکر کیا ہے جسکا حال اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اس مقدمہ سے بھی مذکورہ بالا خاندانی رواج شاستر کے عام اصول وراثت کے مقابلہ مین برقرار رہتا ہے۔

۱؎ فیصلہ جات منتخبہ صدر دیوانی ۱۳۹ (۱۷۷) (۱۸۱۵) راج کا شجرہ خاندانی ملاحظہ ہو جو اس مقدمہ مین پیش کیا گیا۔

۲؎ - رانی سمترا بنام رام گنگا مانک ۳ فیصلہ جات منتخبہ صدر دیوانی ۴۸ (۶۴) (۱۸۲۰)۔

دوسرا مقدمہ[1] جس مین راج پٹرہ کی حق جانشینی کی بحث ہے - پریوی کونسل کا مقدمہ ہے - اس مقدمہ مین اصل تنقیحات یہہ تھے -

(۱) آیا آخری راجہ کو یہہ اختیار تھا کہ وہ اپنی مرضی سے کسی جبراج کو خاندان کے دوسرے بزرگ اور قریب تر رشتہ دار پر تفوق دیکر مقرر کرتا -

(۲) اگر جبراج کا تقرر جائز نہ تہا تو راج کا کون مستحق تھا -

نالش متوفی راجہ کے سوتیلے بھائی نے راجہ کے سگے بھائی پر بازیافت راج کے متعلق دائر کی تھی - مدعی کا یہہ بیان تھا کہ مدعی علیہ جائز طور پر جبراج مقرر نہین کیا گیا اور چونکہ سابق راجہ کی مدعی سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اوسکا بعدہ سکا جانشین ہوا اور مدعی متوفی سابق راجہ کا سب سے کلان پس ماندہ فرزند ہے اور اسلئے وہ اس طبقہ کے لوگون مین سے ہے جس مین سے خاندانی رواج کی رو سے جبراج مقرر کیا جاسکتا ہے لہذا ان وجوہ سے وہ جانشین ہونے کا مستحق ہے مگر جوڈیشیل کمیٹی کو یہہ معلوم ہوا کہ مدعی علیہ کو متوفی راجہ نے جائز طور پر جبراج مقرر کیا ہے اور یہہ کہ گدی نشینی کا حق اوسکا جبراج کے زیر اثر ہے اور مدعی علیہ کو پہنچتا ہے - کیونکہ حکمران راجہ کے لیے خاندانی رواج کے لحاظ سے کوئی قید نہ تھی کہ وہ اپنے رشتہ دارون مین سے بزرگ ترین رشتہ دار کو جبراج مقرر کرے -

پریوی کونسل کے مندرجہ بالا مقدمہ مین حکام عالیمقام نے مدراس ہائیکورٹ کے مقدمات کا حوالہ دینے کے بعد یہہ رائے ظاہر فرمائی کہ "ان تینون مقدمات سے یہہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ حسب رواج حکمران راجہ کو جبراج اور بڑا ٹھاکر منتخب کرنے چاہئین جن مین سے مقدم الذکر گدی نشین ہوتا ہے - اور موخر الذکر جبراج ہوتا ہے - اپیل ہذا کے ہر دو فریق اسی رواج[2] کو تسلیم کرتے ہین "

---

[1] نیل کنٹھو دیب برموتی بنام بیر چندر ٹھاکر ۱۲ امورس انڈین اپیل ۵۲۳ (۱۸۶۹) مقدمہ مذکور ۱۰ سیدرلینڈس ۱۶۲ (پریوی کونسل) ملاحظہ ہو شجرہ خاندانی مقدمہ مذکور منجگال لا رپورٹ ۱۳ مقدمہ مذکور ۱۲ ویکلی رپورٹ ۲۱ (پریوی کونسل) مقدمہ مذکور بانگال ہائیکورٹ ۱ ویکلی رپورٹ (۱۸۶۲ع) مقدمہ مذکور ۱۰ سیدرلینڈس ۱۳۵ -

[2] ملاحظہ ہو ۱۲ امورس انڈین اپیل صفحہ ۵۲۸ -

مندرجہ بالا تحریر سے یہہ واضح ہوتا ہے کہ جبراج کے گدی نشین ہونے پر بڑا ٹھاکر خواہ مخواہ جبراج بن جاتا ہے لیکن ان واقعات کے لحاظ سے جو دوسرے مقدمہ مین بیان کیے گئے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ جبراج کے گدی نشین ہونے پر اسکو اقتدار و حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ جبراج مقرر کرے جو ممکن ہے کہ بڑا ٹھاکر ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ ہم یہہ دیکھتے ہین کہ جب راجہ ہر نانک راجہ تھا اسوقت درگا منی جبراج تھا اور رام گنگا دیو بڑا ٹھاکر درگا منی کے گدی نشین ہونے پر اس نے درحقیقت کوئی جبراج مقرر نہین کیا اور رام گنگا دیو کا درگا منی کے مرنے پر جانشین ہونے کا دعوی اس امر پر مبنی تھا کہ وہ بڑا ٹھاکر تھا نہ کہ جبراج۔

اس راج کے متعلق سب سے حال کا مقدمہ[1] جس کی سماعت ضلع سے اپیل ہونے پر کلکتہ ہائیکورٹ کے خاص اجلاس مین ہوئی تھی لیکن اس مقدمہ کا فیصلہ حدود اراضی کی بنا پر کیا گیا۔ اس مقدمہ مین مدعی کی بحث یہہ تھی کہ رواج کے لحاظ سے حکمران راجہ کا جبراج اور بڑے ٹھاکر کا مقرر کرنا اشخاص منتخب شدہ کی جانشینی کا قطعی تصفیہ کرتا ہے اور جو شخص اسطور پر جبراج مقرر ہو وہ اس حکمران راجہ کی وفات پر گدی نشین ہونے کا بلا تردید مستحق ہے جس نے اسے گدی نشینی کے لیے نامزد کیا۔ اور بڑا ٹھاکر جو اس طور پر مقرر کیا گیا ہو جبراج کے مرنے کے بعد بلا اختلاف اس کی جائداد کا جانشین ہوتا ہے۔ مدعی علیہ نے منجملہ دیگر امور کے یہہ بیان کیا کہ ہر حکمران راجہ کو گدی نشین ہونے کے بعد یہہ اقتدار حاصل ہے کہ وہ قطعاً اپنی مرضی اور رغبت سے راجہ کے خاندان کے کسی رکن کو اپنے مرنیکے بعد جانشین ہونیکے لیئے نامزد و مقرر کرے اور اسے جبراج کے نام سے موسوم و ملقب کرے اور وہ شخص اسطرح نامزد و منتخب ہونے کے بعد اگر وہ زندہ رہے تو جس راجہ نے اسے مقرر کیا اس کے مرنیکے بعد گدی نشین ہونیکا مستحق ہے[2]۔

---

[1] شانا نند احیند ر دیو بہادر بنام ہمیندر کیشور دیب برمان ۱۰ سم کلکتہ ۷۷۰۰ (۱۹۰۸) مقدمہ مذکور ۱۲ کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۷۰ مقدمہ مذکورہ کلکتہ لیگل جرنل ۱

[2] ملاحظہ ہو الف صفحہ ۲۸۹ - ۲۸۹ -

یہہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ ہائی کورٹ ایسے خاندانی رواج کے قطعی تصفیہ کرنے سے مانع رہا جو اس درجہ معرض بحث مین رہا۔ حکام عالی مقام نے صدر دیوانی کے برسر مقدمات سے پٹرہ راج کے خاندانی رواج کے بارہ مین جو استنباط کیا وہ محض ضمنی تذکرہ تھا۔ اصل امر تنقیح طلب یہہ تھا کہ آیا حکمران راجہ اس امر پر مجبور ہوسکتا ہے اپنے رشتہ داروں مین سے کلان تر کو جبراج مقرر کرے۔ مزید برآن جیسا ہم نے اوپر ظاہر کیا ہے اس استنباط کی واقعات سے تطبیق نہین ہوتی۔ ان سب مقدمات سے ہماری رائے مین مندرجۂ ذیل رواجات پٹرہ راج کے متعلق ثابت ہوتے ہین۔

اول یہہ کہ خاندان کے رواج کی رو سے حکمران راجہ جبراج اور بڑا ٹھاکر منتخب و مقرر کرتا ہے۔ جب تک نامبردہ اشخاص زندہ رہین اوس وقت تک جبراج اور بڑے ٹھاکر کا تقرر ناقابل تنسیخ ہوتا ہے۔

دوسرے یہہ کہ راجہ کے مرنے پر جبراج گدی نشین ہوتا ہے اور وہ اس امر کا مجاز ہوتا ہے کہ وہ یا تو نیا جبراج مقرر کرے یا پہلے کے بڑے ٹھاکر کو۔ جبراج کا رتبہ بخشے اور جدید بڑا ٹھاکر مقرر کرے۔

تیسرے یہہ کہ راجہ کا ان ہر دو تقررات کیلئے انتخاب راجہ کے خاندان کے جائز اراکین ذکور ہی مین محدود رہتا ہے۔

چوتھے یہہ کہ جبراج کے گدی نشین ہونے پر بڑے ٹھاکر کے جبراج ہونیکا حق ایسا نہین ہے جو قطعی متصور ہو بلکہ یہہ امر بالکل نئے راجہ کی مرضی پر منحصر ہے۔

پانچوین یہہ کہ جبکہ راجہ کے مرنے پر کوئی جبراج نہ ہو بلکہ صرف بڑا ٹھاکر ہو تو مو خرالذکر باوجود کلان رشتہ دار کی موجودگی کے گدی نشین ہوتا ہے۔

چھٹے یہہ کہ اگر راجہ کے مرنے کے بعد جبراج یا بڑا ٹھاکر موجود نہ ہو تو گدی دوسرے کلان تر رشتہ دار کو ملے گی۔ لیکن کلانیت کا لحاظ رکھا جائیگا۔

سلہ ملاحظہ ہو کتاب ہذا صفحہ ۷۹۔

حکمران راجہ کا اقتدار دربارۂ انتقال اراضی

پٹرا کی ریاست کے ناقابل تقسیم ہونے کی وجہ سے حکمران راجہ اس امر کا مقتدر نہیں ہے کہ کوئی عطیہ یا کوئی پٹہ اس قسم کا دے جسکا یہہ نتیجہ ہو کہ ریاست کی اراضی کا کوئی جزو اوس کی زندگی کے بعد کے زمانہ تک کسی شخص کے نام منتقل ہو جاے۔ قابل ججون نے یہہ بیان کیا ہے کہ "رام گنگا دیو بنام درگا منی جبراج[۵۱] ارجن مانک ٹہاکر بنام رام گنگا دیو اور رانی ممترا بنام رام گنگا مانک کے مقدمات سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ خاص عملدرآمد کی رُو سے جبراج یا وہ شخص جسے حکمران راجہ پٹرا نے نامزد کیا ہو اس راجہ کے مرنے پر گدی نشین ہوتا ہے اور ریاست اس قسم کی ریاستوں میں سے ہے جو ریگیولیشن ۱۰ بابتہ ۱۸۰۰ء کے مفہوم میں شامل ہیں اور قابل تقسیم نہیں ہیں اس لیے ریاست کے ناقابل تقسیم ہونے کی وجہ سے یہہ صاف ظاہر ہے کہ متوفی راجہ اس امر کا مقتدر نہ تہا کہ وہ اراضی عطا کر سکتا یا پٹہ پر دے سکتا جسکا یہہ اثر ہوتا کہ ریاست کی منقولہ اراضی کا انتقال اتنے عرصہ کے لیے ہو جاتا جسکا اختتام اوس کی زندگی کے بعد ہوتا"[۵۲] اس فیصلہ کے ساتھ جو نوٹ شامل تھا اوس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ اس مدعی کے دوسرے مقدمہ میں جو رانی کوٹی لکیا دیوی[۵۳] کے مقابلہ میں دایر ہوتا۔ راجہ پٹرا کا اختیار اصل امر تنقیح طلب تہا اور فیصلہ خاندانی عملدرآمد کی بنا پر مثل مقدمہ ماقبل مدعی کے موافق ہوا۔

لیکن اگر پٹہ دار غیر شخص ہو اور راجہ کے خاندان کا رکن نہ ہو تو ایسے انتقال پر خاندانی رواج سے کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اسیطرح پر جبکہ مہاراجہ نے مدعی علیہ پر باز یافت اراضی کی نالش دایر کی جس کے بارہ مدعی علیہ کا بیان تہا کہ اوس سے قبل وہ اراضی راجہ سے دوامی پٹہ پر ملی تہی تو قابل ججون نے اس مقدمہ کو مہاراجہ کشن کشور مانک بنام ہری مالا[۵۴] کے مقدمہ سے

---

۵۱ ملاحظہ ہو ارجن مانک ٹہاکر بنام رام گنگا دیو ۲ صدر دیوانی کے منتخبہ فیصلہ جات صفحہ ۱۷۰–۱۸۰ (۱۸۱۵) - نیل کنٹھ دیب برمانو بنام بیر چندر ٹہاکر ۳ مورس انڈین اپیل صفحہ ۵۱۱ – ۵۴۲ (۱۸۶۹)

۵۲ مہاراجہ کشن کشور مانک بنام ہری ملا ۶ منتخبہ فیصلہ جات صدر دیوانی ۱۵۵ – ۱۸۶ – (۱۸۳۷)

۵۳ ایضاً ۱۵۷

۵۴ ملاحظہ ہو ۶ منتخبہ فیصلہ جات صدر دیوانی ۱۵۵ – (۱۸۴۰) (۱۸۳۷) -

بالکل مختلف قرار دیا کیونکہ اوس مقدمہ مین مدعی علیہ خاندان کا ایک رکن تھا اور عدالت نے اس مین یہہ حکم صادر کیا تھا کہ حکمران راجہ پٹہ اس امر کا مقتدر نہین ہے کہ راج کی زمینداری اپنے ہی خاندان کے کسی رکن کے نام ایسے پٹہ پر دے جس کی مدت خود اوس کی زندگی کے بعد ختم ہوتی ہو مقدمۂ حال مین پٹہ دار خاندان کا رکن نہ تھا اور اس لیے اسپر خاندانی رواج کا اثر جیساکہ اراکین خاندان کے معاملات پر پڑتا ہے اس معاملہ مین نہین پڑ سکتا بلکہ زمیندار و رعایا کے عام قانون کا اثر اس فیصلے[۱] پر پڑتا ہے -

راجہ کے خاندانکی لڑکی کے نام انتقال

راجہ کے خاندان کی ایک شادی شدہ لڑکی نے ایک دقیق عذرداری ایک موقع پر کی - حکمران راجہ نے چند اراضیات کی بازیافت کی نالش دائر کی جو مقرری پٹہ پر اس سے قبل کے راجہ نے اس لڑکی کو دی تھین - راجہ کا دعوی خاندانی رواج کی بنا پر تھا یعنی یہہ کہ اس قسم کے عطایا معطی کی وفات پر قابل بازیافت ہو جاتے ہین لڑکی نے یہہ عذرداری کہ چونکہ اسنے دوسری گوتر (ذات) مین شادی کی اس لیے وہ راجہ پٹرہ کے خاندان کی رکن نہین رہی اور اس سے خاندانی رواج کا اثر اس معاملہ پر نہین پڑتا لیکن عدالت نے مذکورۂ بالا ہر دو مقدمات پر غور کرنے کے بعد یہہ رائے دی کہ ایسے عطایا کی جنکی بازیافت کی نالش کی گئی ہے - جب راجہ پٹرہ نے اپنے خاندان کے کسی رکن کے لیے کئے ہون تو خاندان کے مسلمہ رواج کی رُو سے اوس کے جانشین کے وقت مین کالعدم کر دیے جا سکتے ہین اور یہہ کہ معطی لہا نے اسی شرط سے عطیہ حاصل کیا اور راجہ کی لڑکی خواہ کتخدا ہو یا ناکتخدا خاندان کی رکن ہی رہتی ہے[۲]

خاندان راج ترہٹ

ترہٹ راج کی جانشینی کلاچار کے زیر اثر ہے اور تمام ریاست فرزند کلان کو ملتی ہے اور قابل تقسیم نہین ہوتی ہے ایک نالش مین جو جزو جائداد دیے جانے کے متعلق دائر

---

[۱] مہاراجہ کش چندر نائک بہادر بنام میرانی فیصلہ صدر دیوانی ۱۳۷۵ (۱۸۵۷ء)

[۲] مسماۃ روپا بنجری کنوری بنام سیر چندر جبراج ۵ دابلیو ۷۰ (۱۸۶۰) - نیز ۱۰ حنطہ ہو مہاراجہ بیر چندر مانکیا بنام ایشن چندر ٹھاکر ۶ نمبر ۹۴ (۱۸۶۸) جس مین اس مقدمہ کی پیروی ہوئی -

کی گئی تھی - مدعی نے یہہ بیان کیا کہ وراثت ہندو شاستر کے مطابق ہونی چاہیئے - لیکن مدعی علیہ کی عذر داری کلاچار کی بنا پر تھی - بدین اظہار کہ راج اور اوس کے متعلق اراضیات کبھی علیحدہ نہین کی گئین بلکہ چودہ نسلون سے کلیتہً ہر ایک کے مرنے کے بعد دوسرے کو ملتی چلی آئین ہین اور اب بھی رواج جاری ہے اور کئی نسلون سے یہ عملدرآمد اس دستاویز کی بنا پر جاری ہے جسکی رو سے ہر موقع پر راج اور اوسکی متعلقہ اراضیات فرزند کلان کو ملتی ہین اور چھوٹون کے لیے مناسب وظایف مقرر کردیئے جاتے ہین - اور اگر کوئی لڑکا نہ ہو تو دوسرے بھائی کو اور اوس کی اولاد کو بہ لحاظ کلانیت ملتی ہے -

عدالت نے یہہ تصفیہ کیا کہ نامعلوم زمانہ سے مروجہ رواج خاندانی یا کلاچار کے وجود کی متعلق جو وراثت سے متعلق ہے اوسے جسپر مدعی علیہ نے بحث کی تھی شہادت قطعی پیش ہے - بابو گنیش دت سنگہ نے جو خاندان کا ایک رکن خود تھا مہاراجہ ترہٹ کی خاندانی جائداد کے ایک جزو کے قبضہ کی بازیافت کے متعلق نالش دایر کی - پریوی کونسل نے بپابندی مقدمات متذکرۂ صدر دعوی خارج کیا - اور یہہ رائے ظاہر کی کہ ”ہمین یہہ اندیشہ ہے کہ جس اصول پر ہم اس مقدمہ مین کارروائی کرنے والے ہین اس مین کسی قسم کے مشتبہ یا بحث کی گنجایش نہین ہے - ضلع کے عام مروجہ قانون کے لحاظ سے اور در حقیقت عام ہندو شاستر کی رو سے جائدادین لڑکون مین جبکہ وہ ایک سے زیادہ ہون قابل تقسیم ہوتی ہین - وہ سب سے بڑے لڑکے کو نہین ملتین بلکہ سب پر منقسم ہوتی ہین - راج کے بارہ مین بہ حیثیت ریاست عام قاعدہ اس کے خلاف ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیئے - یہہ ایک حکومت و ریاست ہے یقیناً ماتحت حکومت و ریاست تاہم محدود حکومت و ریاست ہے جو اپنی خاص نوعیت کے لحاظ سے تقسیم کے اوس مفہوم کو جو مقدمہ ہذا مین

---

(۱) مہاراج کنور بابو سنگہ بنام مہاراج رودر سنگہ بہادر ۱ منتخبہ فیصلہ جات صدر دیوانی ۱۷ (۱۸۴۲) مقدمہ مذکور (۲) منتخبہ فیصلہ جات صدر دیوانی ۵۲ - ملاحظہ ہو بابو گنیش دت سنگہ بنام مہاراجہ کنور رودر سنگہ ۲ منتخبہ فیصلہ جات صدر دیوانی ۷۹ (۱۸۴۶)

(۲) راج ترہٹ کا اصل بانی اور اسکے بعد کے جانشین راجہ یا مہاراجہ نہین کہلاتے تھے بلکہ ٹھاکر کے نام سے موسوم تھے - چھوٹے لڑکے بابو یا مہاراجہ بابو کہلاتے تھے - ملاحظہ ہو ۶ مورس انڈین اپیل ۲۴ صفحہ ۱۹۱ (۱۸۵۵) -